S-2002-2-247-254

عدالت عظمیٰ رپوٹس 2002 ایس یو پی پی 2 ایس سی آر

رنجیت سنگھ @جیتا اور دیگران

بنام۔

پنجاب کی ریاست

11 ستمبر 2002

وائی کے سبھر وال اور ایچ کے سیما، جسٹس۔

تعزرات ہند، 1860 / دہشت گردی اور تخریبی سرگرمیاں (روک تھام) ایکٹ، 1987 / آرمز ایکٹ، 1959:

دفعہ 148، 307/149، ss/149/363، 3، 5اور s/15، 25–مبینہ تصادم–ملزم اور پولیس فریق کے درمیان بڑے پیمانے پر مبینہ فائرنگ–ملزم نے مبینہ طور پر ہتھیار ڈال دیے–بڑی تعداد میں غیر مجاز اسلحہ اور گولہ بارود مبینہ طور پر ملزم سے برآمد کیا گیا–ملزم پر متعلقہ جرائم کے لیے مقدمہ چلایا گیا–پولیس افسران نے ٹاڈا ایکٹ کی دفعہ 15 کے تحت اقبالِ جرم درج کیا–مقدمے کی سماعت کے دوران ملزم اور دفاعی گواہوں نے استغاثہ کے مقدمے کی تردید کی اور کہا کہ انہیں پولیس نے گاؤں سے اٹھایا تھا–بازیابی کے آزاد گواہ نے معاندانہ قرار دیا–نامزد عدالت نے ملزم کو بنیادی طور پر اقبالِ جرم جرم کے بیانات کی بنیاد پر الزام عائد کیے گئے جرام کا مجرم قرار دیا اور دو پولیس گواہوں کی گواہی، اور اسی کے مطابق انہیں اثباتِ جُرم سنائی گئی–اگرچہ استغاثہ نے الزام لگایا کہ پولیس نے 175 راؤنڈ اور ملزم نے 157 راؤنڈ فائر کیے، لیکن کسی بھی طرف سے ایک بھی چوٹ نہیں ملی–خالی جگہوں کو ہتھیاروں سے جوڑنے کا کوئی ثبوت نہیں–فائرنگ کو ثابت کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں سوائے دو پولیس گواہوں کے–کسی بھی آزاد گواہ نے استغاثہ کی حمایت نہیں کی–دونوں پولیس گواہوں کے بیانات کے درمیان اہم تضادات اور ابہام ہیں–جہاں تک اقبالِ جرم کے بیانات کا تعلق ہے، ملزم کو صرف آدھے گھنٹے کی مدت دی گئی تھی کہ وہ اس بات پر غور کرے کہ آیا انہیں بیانات دینے چاہئیں یا نہیں–اقبالِ جرم بیانات دو واقعات کے حوالے سے تھے، جن میں سے اس سلسلے میں کوئی ثبوت نہیں ملا۔اس کے بعد کے مقدمے میں ایک واقعے کے نامزد عدالت نے اسی ملزم کو الزام سے بری کر دیا–اس طرح کے اقبالِ جرم بیانات کی بنیاد پر اثباتِ جُرم دینا محفوظ نہیں ہے–اور نہ ہی دو پولیس اہلکاروں کی واحد گواہی پر اثباتِ جُرم برقرار رکھی جا سکتی ہے–نامزد عدالت کے فیصلے اور حکم کو کالعدم قرار دیا گیا–ملزم کو بری کر دیا گیا۔

دہشت گردی اور تخریبی سرگرمیاں (روک تھام) ایکٹ، 1987:

دفعہ 15-اقبالِ جرم-پولیس افسر کے ذریعے ریکارڈ کیا گیا-ملزم کو اس بات پر غور کرنے کے لیے وقت دیا جائے کہ آیا اسے اقبالِ جرم بیان دینا چاہیے-پولیس حراست میں ملزم-ملزم کو غور کے لیے آدھے گھنٹے کا وقت دیتے ہوئے اقبالِ جرم ریکارڈ کرنے والا افسر-منعقد کیا گیا، کسی دیئے گئے معاملے میں، حقائق کی بنیاد پر، ریکارڈنگ افسر بغیر کوئی وقت دیے فوری طور پر اقبالِ جرم بیان ریکارڈ کرنے کے لیے آگے بڑھ سکتا ہے-لیکن اگر اسے یقین ہو کہ ملزم کو معاملے پر سوچنے کے لیے کچھ وقت دیا جانا چاہیے، تو اس پر معقول وقت دینا واجب ہو جاتا ہے-دیا گیا وقت سوچ و چار معقول ہونا چاہیے-پہلے سوچنے کے لیے آدھے گھنٹے کا وقت۔اقبالِ جرم جرم ریکارڈ کرنے کو معقول مدت نہیں کہا جا سکتا۔

سروان سنگھ رتن سنگھ بنام ریاست پنجاب، اے آئی آر (1957) ایس سی 637، پر انحصار کیا۔

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 2002 کی فوجداری اپیل نمبر 627۔

عدالت برائے ایڈیشنل جج، نامزد عدالت، ضلع جیل، نابھا کے ایس سی نمبر 41-ٹی/1990 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے اوپی شرما، آرسی گبریلا، کے آر گپتا، ننیتا شرما، وویک شرما اور ابھیشیک آتری۔

جواب دہندہ کی طرف سے وی سی مہاجن، بمل رائے جاد اور سمیتا پنڈت۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

چار اپیل گزاروں سمیت چھ ملزموں کو پولیس نے آئی پی سی، دہشت گردی اور تخریبی سرگرمیاں (روک تھام) ایکٹ (مختصر طور پر 'ٹاڈا ایکٹ') اور آرمز ایکٹ کی مختلف دفعات کے تحت جرائم کے لیے مقدمہ چلانے کے لیے متعلقہ عدالت میں بھیج دیا تھا۔ان میں سے ایک (گربچن سنگھ) کو مفرور مجرم قرار دیا گیا۔ایک اور (جگمیل سنگھ) مر گیا۔باقی چار، یعنی اپیل گزاروں کو ان جرائم کے لیے سزا سنائی گئی جن کے لیے ان پر مقدمہ چلایا گیا۔آئی پی سی کی دفعات 307/149 اور ٹی اے ڈی اے ایکٹ کی دفعہ 3 اور 5 کے تحت جرائم کے لیے، ان میں سے ہر جرم کے لیے پانچ سال کی قید بامشقت اور ہر اپیل گزار پر جرمانہ عائد کیا گیا۔دفعات 148 آئی پی سی کے تحت جرائم کے لیے دو سال کی قید بامشقت اور دفعات 363/149 آئی پی سی اور آرمز ایکٹ کی دفعات 25 کے تحت جرائم کے لیے ہر اپیل گزار پر ایک سال کی قید بامشقت اور جرمانہ عائد کیا گیا۔تمام سزاؤں کو بیک وقت چلانے کی ہدایت کی گئی تھی۔اپیل گزاروں نے ٹاڈا ایکٹ کی دفعہ 19 کے تحت دائر کی گئی اس اپیل میں معروف ایڈیشنل جج، نامزد عدالت، نابھا کے فیصلے اور حکم کو چیلنج کیا ہے۔

استغاثہ کے معاملے کے مطابق، 18.8.1989 پر مبینہ طور پر ہونے والے تصادم کے واقعے کے لیے اپیل گزاروں کو مجرم قرار دیا گیا ہے۔مختصراً، استغاثہ کا معاملہ یہ ہے کہ 18.9.1989 پر انسپکٹر رام سنگھ کو اطلاع ملی کہ ہتھیاروں سے لیس کچھ دہشت گرد جرم کرنے کے لیے ضلع کروکشیتر میں داخل ہوئے ہیں۔دو پولیس جماعتیں تشکیل دی گئیں-ایک ایس آئی انیل کمار کی سربراہی میں اور دوسری ایس آئی اوم پرکاش، ڈی ایس پی دیپ رام کی سربراہی میں اور دو آزاد گواہ کرنیل سنگھ اور سرجیت سنگھ انسپکٹر رام سنگھ کے ساتھ کچھ دیگر پولیس اہلکاروں کے ساتھ تھے۔ایک ناکابندی کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں پولیس اہلکاروں کو ہدایت

دی گئی تھی کہ جب اس کا حکم دیا جائے تو وہ فائرنگ شروع کر دیں۔ چاندنی کی رات تھی۔ تقریبا شام 9:45 بجے ملزم جگمیل سنگھ اور دیگر ملزم بشمول گرنم سنگھ کو ہتھیاروں سے لیس آتے ہوئے دیکھا گیا۔ گرنم سنگھ کا بھی انتقال ہو چکا ہے۔ رام سنگھ کی طرف سے لا لکارا اٹھائے جانے پر، جگمیل سنگھ جو تمام ملزموں سے آگے تھا، کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے پیچھے آنے والے دوسرے افراد نے پوزیشنیں سنبھال لیں اور فائرنگ شروع کر دی۔ پولیس جماعتوں نے بھی اپنے دفاع میں فائرنگ کی اور ملزموں کو ہتھیار ڈالنے کو کہا کیونکہ وہ ہر طرف سے گھیرے میں تھے۔ فائرنگ تقریبا ایک گھنٹے تک جاری رہی۔ پولیس کی ٹیم تقریبا 50/60 اہلکاروں پر مشتمل تھی۔ فائرنگ کے دوران پولیس نے 175 گولیاں چلائیں اور ملزموں نے 157 راؤنڈ فائر کیے۔ جب تمام ملزموں نے ہتھیار ڈال دیے تو ان کی ذاتی تلاشی لی گئی۔ جگمیل سنگھ سے ایک اے کے 47 رائفل، 169 کارتوس، دو میگزین برآمد ہوئے۔ گربچن سنگھ کی تلاشی سے ایک اے کے 47 رائفل، 51 خالی کارتوس، دو میگزین اور اے کے 47 کے 163 زندہ کارتوس برآمد ہوئے۔ اے کے 47 رائفل کو سیل کر دیا گیا اور خالی جگہوں کو بھی سیل کر دیا گیا۔ بلدیو سنگھ کی تلاشی سے، ایک اے کے 47 رائفل، 49 خالی کارتوس، ایک۔30 بور پستول اور اسی بور کے 15 زندہ کارتوس اور اے کے 47 رائفل کے 118 زندہ کارتوس برآمد کیے گئے۔ اے کے 47 رائفل اور 49 خالی کارتوس کو الگ سے سیل کر دیا گیا۔ سکھجیت سنگھ سے ایک اے کے 47 رائفل، دو میگزین، 47 خالی کارتوس، 127 زندہ کارتوس برآمد ہوئے۔ خالی جگہوں اور رائفل کو سیل کر دیا گیا۔ رنجیت سنگھ سے، ایک۔315 بور رائفل، 16 زندہ کارتوس، اسی بور کے دو خالی کارتوس برآمد کیے گئے۔ برآمد شدہ 16 زندہ کارتوس کو سیل کر دیا گیا۔ گرنم سنگھ سے، ایک۔285 بور رائفل، تین خالی گولیاں اور 12 زندہ کارتوس برآمد کیے گئے۔ خالی جگہوں اور رائفلوں کو الگ سے سیل کر دیا گیا۔ ستنم سنگھ سے، ایک۔12 بور سی بی ایل بندوق 12 زندہ کارتوس اور دو خالی کارتوس اور ایک کے ساتھ برآمد ہوئی۔ 32 بور پستول برآمد کیا گیا۔ بندوق اور خالی جگہوں کو الگ الگ سیل کر دیا گیا۔ ملزموں کے پاس ہتھیار اور گولہ بارود لے جانے کا کوئی اجازت نامہ یا لائسنس نہیں تھا۔

ملزموں پر آئی پی سی کی دفعہ 148، آئی ڈی 2، آئی ڈی 1، ٹی اے ڈی اے ایکٹ کی دفعہ 3 اور 5 اور آرمز ایکٹ کی دفعہ 25 کے تحت جرائم کا الزام عائد کیا گیا۔

مقدمے کو ثابت کرنے کے لیے استغاثہ نے ڈی ایس پی رام سنگھ (پی ڈبلیو 1)، سرجیت سنگھ (پی ڈبلیو)، شری نواس وشسٹ، ایس پی سے تفتیش کی۔ (پی ڈبلیو 5)، سرجیت سنگھ دیسوال، ایڈیشنل ایس پی۔ (پی ڈبلیو 4)، کپور سنگھ (پی ڈبلیو 5)، چندر بھان، آرمرر (پی ڈبلیو 6)، ڈی ایس پی دیپ رام (پی ڈبلیو 7) اور ڈاکٹر ہربخش سنگھ (پی ڈبلیو 8)۔

دفاع نے تین گواہوں سے بھی پوچھ گچھ کی، یعنی جرنیل سنگھ (ڈی ڈبلیو 1)، کرنیل سنگھ (ڈی ڈبلیو 2) اور گربچن سنگھ (ڈی ڈبلیو 3)۔

ڈی ڈبلیو 3 نے بیان دیا ہے کہ وہ گاؤں کا لامبردار ہے اور ملزموں کو پولیس نے گاؤں سے اٹھا لیا تھا اور ان سے کچھ برآمد نہیں ہوا تھا۔ ڈی ڈبلیو 2 نے بیان دیا ہے کہ اسے پی ڈبلیو 1 رام سنگھ نے ناکابندی کے سلسلے میں کبھی نہیں بلایا اور اسے سرجیت سنگھ کے ساتھ پولیس اسٹیشن بلایا گیا اور وہاں ان کے دستخط حاصل کیے گئے۔ اس کی موجودگی میں کوئی بازیابی نہیں کی

گئی۔انھوں نے یہ بھی کہا کہ ان کی موجودگی میں پولیس اور ملزم کے درمیان کوئی تصادم نہیں ہوا۔کرنیل سنگھ بازیابی کی تصدیق کرنے والے گواہوں میں سے ایک ہے۔اسی طرح کے اثر کے لیے ڈی ڈبلیو 1 - جرنیل سنگھ کی گواہی ہے، وصولی کے دوسرے آزاد گواہ ہونے کے ناطے سرجیت سنگھ (پی ڈبلیو2) نے بھی استغاثہ کی حمایت نہیں کی اور اسے معاندانہ قرار دیا گیا۔

اب استغاثہ کے گواہوں کی طرف لوٹتے ہوئے، پی ڈبلیو 1 نے، یقیناً، استغاثہ کے مقدمے کی مکمل حمایت کی ہے۔اس کے ساتھ ہی، تاہم، یہ بات قابل غور ہے کہ اگرچہ استغاثہ کے مقدمے کے مطابق پولیس کی طرف سے 175 راؤنڈ اور ملزم کی طرف سے 157 راؤنڈ فائر کیے گئے تھے، لیکن استغاثہ نے ایک بھی چوٹ کسی کے لیے شدید، سادہ یا معمولی ثابت نہیں کی- چاہے وہ پولیس کی طرف سے ہو یا ملزم کی طرف سے۔خالی جگہوں کو ہتھیاروں سے جوڑنے کا بھی کوئی ثبوت نہیں ہے۔یہ بڑی بازیافتوں کے باوجود ہے جیسا کہ پہلے دیکھا گیا ہے۔کیس کے حقائق سے ایسا تاثر ملتا ہے جیسے کوئی دوستانہ میچ کھیلا جا رہا ہو۔پی ڈبلیو 1 اور اس کے ساتھ دیگر پولیس اہلکار پی ڈبلیو 7 دیپ رام کی گواہی اور اعتراف جرم کے بیان کے علاوہ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے گولیوں کی فائرنگ کو ثابت کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں ہے جس کی ہم جلد ہی تشہیر کریں گے۔جیسا کہ اوپر دیکھا گیا ہے کہ کسی بھی آزاد گواہ نے استغاثہ کی حمایت نہیں کی ہے۔

ایک طرف پی ڈبلیو 1 اور دوسری طرف پی ڈبلیو 7 کے بیانات کے درمیان بہت سی اہم تضادات اور تضادات بھی ہیں۔لیکن اس نقطہ نظر کے لیے کہ ہم اس اعتراف بیان کو لے رہے ہیں جو ایک بنیادی بنیاد ہے جس پر اثباتِ جُرم کی بنیاد رکھی گئی ہے اور کیس کے دیگر حالات، یہ ضروری نہیں ہے کہ مذکورہ تضادات اور تضادات پر غور کیا جائے۔ان کی شہادتوں کی تفصیلات میں۔

پی ڈبلیو 3 شری نواس وششٹ، ایس پی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے رنجیت سنگھ اور جگمیل سنگھ کے اعترافات کو ٹاڈا ایکٹ کی دفعہ 15 کے تحت 5.10.1989 پر درج کیا ہے۔انہیں 18.9.1989 پر گرفتار کیا گیا۔رنجیت سنگھ کے اعترافات نمائش پی-ایم ہیں۔اس پر رنجیت سنگھ اور پی ڈبلیو 3 کے دستخط ہیں۔جگمیل سنگھ کے اعترافات نمائش پی-این ہیں۔اسی طرح اس پر جگمیل سنگھ پی ڈبلیو 3 نے بھی دستخط کیے ہیں۔

جرح میں پی ڈبلیو 3 کے بیان کے مطابق، ملزم اپنے اعتراف جرم کے بیانات ریکارڈ کرنے سے چند دن قبل پولیس کی تحویل میں تھے۔پی ڈبلیو 3 نے بیان دیا ہے کہ اس نے ملزموں کو مطلوبہ انتباہ دیا تھا کہ وہ اعتراف بیان دینے کے پابند نہیں ہیں اور اگر وہ بیان دیتے ہیں تو اسے ان کے خلاف ثبوت کے طور پر استعمال کیا جائے گا، لیکن انتباہ کے باوجود وہ بیان دینے کے لیے تیار اور تیار تھے۔اس سلسلے میں تعارفی بیان سوال و جواب کی شکل میں ریکارڈ کرنے کے بعد بھی انہوں نے انہیں دوبارہ سوچنے کے لیے کچھ وقت دینا مناسب سمجھا اور اس مقصد کے لیے انہیں کچھ وقت کے لیے الگ الگ کمروں میں بیٹھنے کی اجازت دی گئی اور تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد ان کے پاس لایا گیا اور بیان دینے کی خواہش کا اظہار کیا اور اس کے بعد اعتراف بیان ریکارڈ کیے گئے۔

ان حقائق کی طرف اشارہ کرنے سے پہلے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ملزم نے دو اعتراف بیانات میں بیان کیا ہے، یہ بات قابل توجہ ہے کہ اگر ملزم کو قانونی انتباہ دینے پر اعتراف بیان کا ریکارڈنگ افسر یہ یقین پیدا کرتا ہے کہ ملزم کو معاملے پر سوچنے کے لیے کچھ وقت دیا جانا چاہیے، تو اس پر ملزم کو اس مقصد کے لیے معقول وقت دینا واجب ہو جاتا ہے۔دوسرے

لفظوں میں، جو ٹھنڈک کا وقت دیا جاتا ہے وہ معقول ہونا چاہیے۔ کس وقت کی اجازت دی جانی چاہیے اس کا انحصار ہر مقدمے کے حقائق اور حالات پر ہوگا۔ ایک ہی وقت میں، تاہم، جب سوچنے کا وقت دیا جاتا ہے تو یہ وقت دینے کی خاطر محض ایک طاقت نہیں ہو سکتی۔ کسی دیئے گئے معاملے میں، حقائق کے لحاظ سے، ریکارڈنگ افسر بغیر کوئی وقت دیے فوری طور پر اعتراف بیان ریکارڈ کرنے کے لیے آگے بڑھ سکتا ہے لیکن اگر وہ وقت دینا مناسب سمجھتا ہے، تو یہ رسمی طور پر مکمل کرنے کے لیے مکینیکل مشق نہیں ہو سکتی۔

سروان سنگھ رتن سنگھ بنام ریاست پنجاب، اے آئی آر (1957) ایس 637 میں، جہاں ایک مجسٹریٹ نے ملزم کو سوچنے کے لیے تقریباً آدھا گھنٹہ دیا اور اس کے فوراً بعد اقبالِ جرم جرم ریکارڈ کیا، اس عدالت نے اس بات کا اعادہ کیا کہ جب ملزم کو تفتیشی افسر کے ذریعے مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے، تو یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ ملزم شخص کا دماغ پولیس کے کسی بھی ممکنہ اثر و رسوخ سے مکمل طور پر آزاد ہو اور ملزم شخص کو خوف سے اس طرح کی آزادی حاصل کرنے کا موثر طریقہ اسے جیل بھیجنا اور اسے اس بات پر غور کرنے کے لیے کافی وقت دینا ہے کہ آیا اسے اقبالِ جرم جرم کرنا چاہیے یا نہیں۔ کسی بھی معاملے میں ملزم شخص کو کس وقت کی اجازت دی جانی چاہیے اس کے بارے میں کوئی سخت اور تیز قاعدہ طے کرنا فطری طور پر مشکل ہوگا۔

اس عدالت نے مزید کہا:-" تاہم، عام طور پر، ہمارے خیال میں، کسی ملزم شخص کو کم از کم 24 گھنٹے دینے پر اصرار کرنا مناسب ہوگا۔ یہ فیصلہ کرنے کے لیے کہ اسے اقبالِ جرم کرنا چاہیے یا نہیں۔ جہاں اس بات پر مشتبہ کی وجہ ہو کہ ملزم کو قائل کیا گیا ہے یا اقبالِ جرم جرم کرنے پر مجبور کیا گیا ہے، تو اس کا بیان ریکارڈ کرنے سے پہلے اسے مزید مدت دینی پڑ سکتی ہے۔ ہماری رائے میں، اس معاملے کے حالات میں اس خیال کو قبول کرنا ناممکن ہے کہ ملزم کو معاملے پر سوچنے کے لیے کافی وقت دیا گیا تھا۔"

موجودہ مقدمہ جیسا کہ پہلے دیکھا گیا ہے، مبینہ تصادم کے واقعے سے متعلق ہے جس کی تاریخ 18.9.1989 ہے۔ پی ڈبلیو 3 کے ذریعے درج کیے گئے اعتراف بیانات میں دو واقعات درج ہیں۔ سب سے پہلے اقبالِ جرم جرم اسی ملزم کے واقعات کے بارے میں درج کرتا ہے جو مبینہ طور پر اسی گاؤں میں 11.9.1989 پر پیش آئے تھے۔ 11.9.1989 کا واقعہ سیشن مقدمہ نمبر T-6 آف 17.1.91 ایڈیشنل جج نامزد عدالت، ضلعی جیل نابھا کے سامنے کا موضوع تھا۔

11 ستمبر 1989 کے واقعات کے سلسلے میں اپیل گزاروں اور دو دیگر ملزموں پر آئی پی سی کی دفعہ 149، 427 کے ساتھ ساتھ دفعہ 149، 506 اور ٹی اے ڈی اے ایکٹ کی دفعہ 3 کے تحت جرائم کا الزام عائد کیا گیا۔ پی ڈبلیو 3 اور پی ڈبلیو 4 کے ذریعے ثابت کیے گئے اعتراف جرم کے بیانات میں 11 ستمبر 1989 کے واقعات کے سلسلے میں ان ملزموں کے ذریعے جرم کا اعتراف بھی شامل ہے۔ ایس ایچ او، انسپکٹر انیل کمار جنہوں نے جائے وقوع کا معائنہ کیا اور سائٹ پلان وغیرہ تیار کیا اور بازیافت کی اور 11 ستمبر 1989 کے واقعات کی تحقیقات کا ایک حصہ بنایا، وہی تھے، یعنی انسپکٹر انیل کمار، جنہوں نے تصادم میں ٹیم میں سے ایک کی سربراہی کی جو موجودہ اپیل کا موضوع ہے۔ مذکورہ مقدمہ کی تحقیقات انسپکٹر رام سنگھ نے بھی شروع کی تھی جو موجودہ کیس میں پی ڈبلیو 1 ہیں۔ رام سنگھ نے ان تمام ملزموں کو 18.9.1989 پر گرفتار کیا تھا۔ واضح طور پر دونوں مقدمات کے سلسلے میں، یعنی موجودہ اپیل کا ایک موضوع اور دوسرا جو سیشن مقدمہ نمبر T-6 آف 17.1.1991 کا موضوع تھا۔ اقبالِ جرم جرم کے پہلے حصے میں 11.9.1989 کے واقعے کو درج کیا گیا ہے اور دوسرے حصے میں 18.9.1989 کے واقعے کو درج کیا گیا

ہے، یعنی وہ تصادم جو ہوا تھا جس کی وجہ سے اپیل گزاروں کو اثباتِ جُرم سنائی گئی تھی۔

پہلے کے سیشن مقدمہ کے نتیجے میں اپیل گزاروں کو ایڈیشنل جج، نامزد عدالت، ضلعی جیل، نابھا کے ذریعے منظور کردہ 20.10.1992 کے فیصلے کے ذریعے بری کر دیا گیا۔ یہ فیصلہ اپیل گزاروں نے نامزد عدالت کے ریکارڈ پر رکھا تھا۔ یہ نمائش ڈی- .1 ہے بدقسمتی سے، اپیل گزاروں کو سزا سنانے والے نامزد عدالت کے متنازعہ فیصلے اور حکم میں 20 اکتوبر 1992 کے فیصلے کے بارے میں کوئی سرگوشی بھی نہیں ہے۔

جواب دہندہ کا فاضل وکیل اس وجہ کی وضاحت نہیں کر سکا ہے کہ اقبالِ جرم جرم جو دونوں واقعات کو تسلیم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، پہلے کے معاملے میں کیوں نہیں رکھا گیا اور اس پر انحصار کیا گیا۔ اس سلسلے میں صرف یہ عرض کیا گیا ہے کہ دفاع نے موجودہ مقدمے میں استغاثہ کے گواہوں سے کوئی سوال نہیں کیا۔ جیسا کہ معاملے کے حقائق پر غور کیا گیا ہے، یہ شاید ہی کوئی وضاحت ہے۔

پی ڈبلیو 4 سرجیت سنگھ دیسوال ایک ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے۔ اس نے اعتراف کیا کہ انتظامی درجہ بندی میں پی ڈبلیو 3 اس سے اوپر تھا اور پی ڈبلیو 3 کی زبانی ہدایات پر اس نے ملزم ستنم کے اعتراف جرم کے بیانات ریکارڈ کیے جو کہ اقتباس پی-5 ہے اور ملزم گرنم (نمائش پی 5/3). پی ڈبلیو 3 کی طرح، اس نے ملزم کو یہ سوچنے کے لیے 20 سے 30 منٹ دیے کہ آیا وہ اعتراف بیان دینا چاہتے ہیں، اس بار ملزم کو اسی انداز میں قانونی انتباہ دیے جانے کے بعد دیا گیا تھا جیسا کہ پی ڈبلیو 3 نے کیا تھا۔ یہ بہت عجیب معلوم ہوتا ہے کہ دونوں افسران نے اگرچہ دو ملزموں کے اعتراف جرم کے بیانات کو الگ الگ ریکارڈ کیا تھا، لیکن ان کا خیال تھا کہ آدھے گھنٹے یا 20 منٹ کافی ٹھنڈک کا وقت ہوگا جو ان ملزموں کو دیا جائے گا جنہیں ان کے سامنے پولیس حراست سے لایا جا رہا ہے۔ ان افسران کے مطابق، انہوں نے اعتراف جرم کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا تھا۔

پی ڈبلیو 4 کے ذریعے اعتراف بیانات ریکارڈ کرنے کا ایک اور پہلو ہے۔ جیسا کہ پہلے ہی محسوس کیا گیا ہے کہ وہ ایڈیشنل ایس پی تھا۔ انتظامی درجہ بندی میں وہ پی ڈبلیو 3 شری نواس وششٹ، ایس پی سے نچلے درجے پر تھے۔ ریاست کے لیے فاضل وکیل پی ڈبلیو 4- ایک پولیس افسر، ایک ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کا درجہ قائم کرنے کے لیے کوئی قاعدہ، توضیع یا دیگر دفعات نہیں دکھا سکے ہیں۔ یہ ثابت کرنے کے لیے ہمارے نوٹس میں کچھ نہیں لایا گیا کہ وہ ایک پولیس افسر تھا جو سپرنٹنڈنٹ آف پولیس سے کم عہدے پر نہیں تھا۔ تاہم، فاضل وکیل کی طرف سے یہ پیش کیا گیا کہ اگر پی ڈبلیو 4 کے ذریعے درج کیے گئے دو اعتراف بیانات کو بھی غور سے باہر رکھا جائے تو بھی اثباتِ جُرم کو صرف پی ڈبلیو 3 کے ذریعے درج کیے گئے اعتراف بیانات کی بنیاد پر برقرار رکھا جا سکتا ہے۔ ہم پی ڈبلیو 3 کے ذریعے درج کیے گئے اعتراف بیانات کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار پہلے ہی کر چکے ہیں۔

موجودہ مقدمے کے حقائق اور حالات میں ملزم کو اپنا اعتراف جرم ریکارڈ کرنے سے پہلے سوچنے کے لیے آدھے گھنٹے کی اجازت کو معقول مدت نہیں مانا جا سکتا۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اس طرح کے اعتراف بیانات پر مبنی اثباتِ جُرم محفوظ ہے۔ مزید برآں، موجودہ مقدمہ کے حقائق پر، دو پولیس اہلکاروں کی واحد گواہی پر اثباتِ جُرم کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔ یہ بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ

اگرچہ پی ڈبلیو 6 چندر بھان، آرمرر کی استغاثہ نے جانچ پڑتال کی تھی تا کہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ ہتھیار کام کرنے کے حالات میں تھے، لیکن یہ ثابت کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ گولہ بارود یا خالی ہتھیار ہتھیاروں سے میل کھاتے ہیں۔

مذکورہ وجوہات کی بنا پر ہم اپیل گزاروں کی اثباتِ جُرم کو برقرار رکھنے سے قاصر ہیں۔ لہذا، ایڈیشنل جج، نامزد عدالت، ضلعی جیل، نابھا، تاریخ 27 اپریل 2002 کے متنازعہ فیصلے اور حکم کو کالعدم قرار دیا گیا ہے اور اسی کے مطابق اپیل کی اجازت دی گئی ہے۔ اگر کسی اور معاملے میں ضرورت نہ ہو تو اپیل گزاروں کو فوری طور پر رہا کر دیا جائے گا۔

آر۔ پی۔

اپیل منظور کی جاتی ہے۔

Sheikh Javiad Alam
2025.06.04 16:23
I am the author of this document